بسم اللہ الاول الآخر الرحمان الرحیم

مرزائیت عدالت میں

مصنف : محمد نبراس

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔

مرزائیت عدالت میں۔

۲۴/۷/۱۹۲۶ء۔۔۷/۲/۱۹۳۵ء

{District & Session court Bhawal Pur.}

سلسلہءِ انبیاء کے ختم ہونے پر لوگوں کی راہِ حق پر پیشوائی کرنے اور انہیں گمرہی سے بچانے کا ذمہ "علماء ورثۃ الانبیآء" کے کندھوں پر رکھا گیا، جو انہوں نے ہر دور میں بحسن وخوبی نبھایا۔ آخرالانبیاء حضرت سیدنا محمدؐ رسول اللہ احمد نبی اللہ ﷺ کی رداءِ عصمت کو، جب مرزاءِ قادیان المسمٰی غلام احمد نے بے حرمت کرنا چاہا تو علماءِ آں زماں بالخصوص حضرت سیدنا ومولینا قبلۃ العالم مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ اسکے بالمقابل سدِ سکندری ثابت ہوئے اور اسکی بہتری واصلاح کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر اسنے اپنے فرنگی آقاؤں کی رسمِ نباہ کو تاحدّ انتہآء پہنچانے کا جو عزم کیا تھا اسپر قائم رہا۔ نتیجۃً اہلِ حقّ احقاق حق کے لئے میدان جہد میں اترے اور زمانہ نے ایک بار پھر "جآء الحقّ وزھق الباطل" کا حکمِ حق تعالٰی نافذ ہوتا دیکھا۔

بہاولپور میں قبلہءِ عالم کے خلیفہ، حضرت سیدنا غلامِ محمد گھوٹویؒ نے؛ جنہیں ماہرینِ علوم وفنون (ماہرینِ دینی علوم اور عصری جدید تعلیمات) نے "الشیخ الجامع" کا لقب دیا تھا، اس فتنہءِ ارتداد کے مستقل سدِّ باب کیلئے عدالتِ محترمہ سیشن اینڈ ڈسٹرکٹ کورٹ بہاول پور میں مقدمہ دائر کیا۔ مدّعا تھا:

کہ "بعد ولادتِ محمد رسول اللہ احمد نبیّ اللہ الامی ﷺ کسی پیدا ہونے والے کو، اگر کوئی نبی مانے، کسی نبی کی ولادت ہونے کے امکان کا عقیدہ رکھے تو یہ شخص مؤمن نہ ہوگا۔ اگر کوئی اپنے نبی ہونے کا دعوٰی کرے تو یہ دعوٰی کفر ہونے کے سبب، وہ مدعی نبوت کافر ہوگا۔ اس کو مؤمن ماننا کفر ہے۔ اسکے پیرو کافر ہوئے۔ ان سے مرتد کا سلوک فرض ہے۔ البتہ ایسے لوگ اُس مدعیٔ نبوت کو کافر تسلیم کرکے، اگر تائب ہوکر مسلمان ہو جائیں تو "التائب کمن لاذنب لہ" کا فرمانِ نبوی انہیں دامنِ عافیتِ اسلام میں قبول کریگا۔

حضرت الشیخ الجامع کا تعارف:

آپ (حضرت محدثِ گھوٹویؒ)، ضلع گجرات میں سن ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ بعمر ۱۳ سال قبلہءِ عالمؒ سے بیعت ہوئے۔ بعد میں آپکو خلیفہءِ آنجناب ہونے کا رتبہ حاصل ہوا۔ آپ عرصہءِ دراز تک ملتان میں علومِ وفنونِ قدیمہ وجدیدہ کی تدریس فرماتے رہے۔ جب سرکارِ کونین قاسم العلوم والخیرات حضرت خاتم

الانبیآء علیہ ﷺ نے آپکو علوم الحدیث ارزانی فرمائے اور اشاعتُ العلوم کی ذمہ داری سے سرفراز فرمایا تو آپکا علی العموم مشغلہ حدیثِ نبوی کی روشنی سے صدور المتعلمین کو جگمگانا رہا۔ بعد میں آپ ریاست بہاول پور کے نواب اور انکے عمائدین کے اصرار پر اس اسلامی ریاست میں منتقل ہو گئے تھے۔

آپؒ عدالت میں:

سن ۱۹۲۶ء میں عدالت نے کسی احمدی (مرتد) کے ساتھ کسی مُسلِمہ سالمہ خاتون کے عقدِ نکاح کو جائز قرار دیا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبّعین کے خارج از اسلام ہونے کا عقیدہ عدالت میں لے گئے۔ جہاں آپکے عدالتی اور مرتدین کی بے اعتدالیوں کے درمیان، مسلسل نو سال سال تک جہاد جاری رہا۔ آپ اکیلے تھے اور معاندین اپنے بہت سارے معاونین کے ساتھ شیطانی تدابیر سے حملہ آور ہوتے رہے۔ مگر الحق یعلی و لا یعلی علیه کا حکم کارفرما رہا اور تائید الٰہی و قبلہءِ عِلم کی پشت پناہی کے ذریعہ آپ ثابت قدمی سے سوئے منزل رواں دواں رہے۔

آپ رحمہ اللہ کے فرزند اور وارث و جانشین حضرت سیدنا محمد عبدالحی چشتی رحمہ اللہ (مفتئ بہاولپور، شیخ الفقہ و شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ) نے فرمایا تھا کہ جب قادیانیوں نے یہ کہہ کر آپ پر زور دار وار کیا کہ یہ نظریہءِ ختمِ نبوۃ حضرت الشیخ الجامع گھوٹوی کا ذاتی اجتہاد ہے جس میں کوئی بھی انکا شریک عقیدہ نہیں، تو آپ نے حضرت مولینا نعیم الدین رحمہ اللہ تعالیٰ مراد آبادی کے پاس ایک شخص کو اپنی طرف سے اخراجات اور تحریری پیغام کے ساتھ بھیجا۔ اس شخص نے واپس آ کر بتایا کہ وہ مولینا بسبب متعدد عُذروں کے آنے سے انکاری ہیں۔ انہی دنوں کچھ لوگ، (سوچے اور سمجھے منصوبہ کے تحت) ملتان بلوائے جا چکے تھے۔ آپکے منشی صاحب (principle secretary) نے آپسے عاجزانہ اجازت چاہی کہ اِن "عالموں" کو شریک مقدمہ کر لیا جائے۔ آپنے بادلِ ناخواستہ ہاں کی۔ {something is bater than no thing}

آپکی بیوہ مرحومہ مغفورہ نے فرمایا تھا کہ حضرت محدث گھوٹویؒ اُن چار اشخاص کو مقدمہ کے بارہ میں ذہنی طور پر آمادہ کرتے اور علمی دلائل کی تعلیم دیکر تیار کرتے تھے۔ اسطرح وہ عدالتی کارروائی میں حصہ لیا کرتے۔ علمی جِدّ وجُہد میں حقیقتاً آپ ہی مردِ میدان تھے۔ آپنے قرآن، تفسیر، حدیث اور اجماعِ امت کے واضح اور مسلمہ اصولوں اور انکی زمانہءِ قدیمہ کے علماءِ حق کی تشریحات کی مدد سے بعون اللہ تعالیٰ و بکرمِ حبیب اللہ ﷺ معاندین و مخالفین کو مسکت دلائل کے ذریعہ چاروں خانے چت کر دیا۔ یوں دشمنِ محمدِ

عربی ﷺ مونھہ کی کھا کر پسپا ہوا۔

آخر احمدیوں نے سازش کر کے مقدمہ کی سماعت کرنے والے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج محمد اکبر صاحبؒ کو بھاول نگر تبدیل کرا دیا تاکہ وہ خود اس مقدمہ کا فیصلہ نہ لکھ سکیں اور یوں امامِ قومِ مسلم حضرت سیّدنا غلامِ محمد گھوٹوی کیلئے ایک اور مشکل کھڑی کر دی۔ مگر قربان اس اللہ الرحمٰن العزیز کے جو قادرِ مطلق ہے۔ اس نے اپنے آخری نبی الی آخر الزماں ﷺ کے اس غلام کیلیے جج صاحب مذکور کو جرأتِ عمرؓ سے نوازا اور انہوں نے اس مقدمہ کا اصل فیصلہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر فدویّتِ رندانہ کی ایک اور قابلِ تقلید مثال قائم کر دی۔

اس غلامِ محمد [اول شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ (The first v c of Islamic univrcity)] کو سلام جسے مدینۂ منورہ سے بزریعۂ حاجیانِ اسلام سرکار سیّد الانام ﷺ کا سلام آیا کرتا تھا کہ انہوں نے سالہا سال کی انتھک جہد مسلسل سے دشمنِ نبی آخر الزمان پر فتح پائی اور یوں قانونی طور پر مرزاءِ قادیان غلامِ انجلیسیان کو مرتد قرار دلایا۔ زمانۂ مابعد میں یہی مقدمہ، پاکستان کی قومی اسمبلی میں احمدیوں کے کافر قرار دیئے جانے کا اہم مقدمہ بنا۔

آپ قیامِ پاکستان کے چند ماہ بعد، ۸ مارچ ۱۹۴۸ء؛ مطابق ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۶۷ھ کو واصل بحق ہوئے آپکا مزار پر انوار گھوٹوی روڈ، محلّہ ملوک شاہ، بھاول پور کینٹ لبِ شارع عام زیارت گاہِ عوام وخوص ہے۔

حق رحمت کند آں عاشقانِ پاک طینت را

(مضمون نگار: محمد نبراس۔)

www.e_ islamichub.com

تو وہ بادشاہ نہ بن جو اپنی شاہی کے لئے سپاہی کا محتاج ہو

وہ سپاہی بن کہ بادشاہ اپنی شاہی کے لئے اسکا محتاج ہو۔

راقم الحروف: محمد آصف مغل۔

0300 8780321

صلاح الدین کالونی، احمد پور شرقیہ روڈ۔ بہاول پور۔